اردو

# قربانی

## سے متعلق 67 مسائل

تالیف

**محمد صالح المنجد**
-حفظہ اللہ-

اردو ترجمہ

محفوظ عالم نسیم أحمد نوری

تصحیح ومراجعہ

ممتاز عالم نسیم أحمد مدنی

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، اور درود سلام ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

یہ قربانی کے احکام سے متعلق چند خلاصے کا مجموعہ ہے، اللہ سے دعا ہے کہ اس سے فائدہ پہنچائے، اور اس کتاب کی تیاری واشاعت میں شامل تمام لوگوں کو بہترین بدلہ دے۔

محمد صالح المنجد

(۱) الأُضــحِيَّة: قربانی کے دن اللہ کی قربت حاصل کرنے کے لئے ذبح کیے جانے والے پالتو جانوروں (اونٹ، گائے، بکری) کو الأُضــحِيَّة کہتے ہیں، یہ قربانی کے دن کی صبح ضحی کے وقت یعنی اس وقت ذبح کئے جاتے ہیں جب سورج بلند ہو رہا ہو اسی لیے ان کو الأُضـحِيَّة کہتے ہیں۔ الأُضحِيَّة کے علاوہ اسے إضحِيَّة اور ضحِيَّة بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) قربانی اسلام کا شعار ہے، یہ سنہ ۲ھ میں مشروع ہوا، قرآن وسنت اور مسلمانوں کے اجماع سے اس کی مشروعیت ثابت ہے، اللہ کا فرمان ہے: ﴿فصل لربك وانحر﴾[الکوثر:۲] "پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر" ،دوسری جگہ فرمایا : ﴿ولكل أمة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله علي ما رزقهم من بهيمة الأنعام﴾ [الحج:٣٤] "اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں"۔

اس کی مشروعیت نبی کریم کے قول وفعل سے بھی ثابت ہے اور مسلمانوں کا اس پر عمل بھی رہاہے۔

(٣) قربانی بہت فصیلت کا حامل ہے، لیکن اس کے فصیلت کی مقدار، یااس کے ذریعہ سے کتنا ثواب حاصل ہوگا کسی بھی صحیح حدیث میں مذکور نہیں جیسا کہ ابن العربی مالکی کہتے ہیں کہ "قربانی کے سلسلے میں لوگ ایسی عجیب عجیب باتیں کہتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں"۔ [1]

لہذا سوشل میڈیا کے ذریعہ ایک دوسرے کے پاس احادیث نبویہ بھیجنے والے لوگ اس بابت خبر دار رہیں۔

(٤) جمہور علماء کے نزدیک قربانی سنت مؤکدہ ہے، جبکہ امام ابو حنیفہ، امام احمد، امام مالک کے ایک قول کے مطابق جو قربانی کر سکتے ہیں قربانی کرنا ان پر واجب ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی اسی کو راجح کہتے ہیں، لہذا جسے اللہ نے عطا کیا ہے اسے قربانی میں بخل سے اجتناب کرنا

---

([1])عارضۃ الاحوذی (٦/٢٢٨)۔

چاہیے۔ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ "جو استطاعت کے باوجود بھی قربانی نا کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے"۔ [1]

(۵) قربانی اسلامی ممالک یا غیر اسلامی ممالک میں رہنے والے تمام مرد و عورت، مقیم و مسافر، دیہات و شہر والوں کے لئے مشروع ہے، جبکہ امام مالک کے نزدیک حاجی قربانی نہیں بلکہ ہدی پیش کرے گا، یہی قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد امام ابن القیم اور (معاصرین میں) شیخ ابن عثیمین کا بھی ہے۔

(٦) ایسا شخص جس کے پاس بروقت قربانی کے لیے پیسے نہ ہوں وہ اس شرط کے ساتھ قرض لے سکتا ہے جبکہ بعد میں ادائیگی کی امید ہو، مثلاً وہ نوکری کرتا ہو اور اگلے ماہ کی تنخواہ ملنے تک کے لیے قرض لے، یا (قربانی کا جانور) قسط پر لے لے، لیکن جب ادائیگی کی امید نا ہو تو قرض نا لینا ہی بہتر ہے

---

([1]) اسے ابن ماجہ (٣١٢٣) نے مرفوعاً روایت کیا ہے جبکہ ابن حجر اور بیہقی نے اس کے موقوف ہونے کو راجح کہا ہے۔

تاکہ کسی غیر واجب چیز کی وجہ سے اپنے آپ کو بے جا مشغولیت سے دور رکھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں "اگر قرض کے ادائیگی کی امید کرتے ہوئے کوئی قرض لے کر قربانی کرے تو بہتر ہے، لیکن ایسا کرنا واجب نہیں"[1]۔

(۷) جو شخص قربانی کرنے سے عاجز ہو اسے قربانی کی قیمت یا قربانی کے لیے بکری دے کر خوش کرنا بھی قربانی کی پسندیدہ صدقات میں سے ہے، "حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ میں قربانی کے جانور تقسیم کیے "[2]۔

جس کے پاس زیادہ قربانی کے جانور ہوں اگر وہ اپنے کسی اہل وعیال والے رشتے دار کو یا پڑوسی کو خوش کرنے کے لیے قربانی کا جانور دے دے تو یہ بھی اچھا اور نیکی کا کام ہے۔

---

(۱) مجموع فتاویٰ (۲۶/۳۰۵)۔

(۲) اسے بخاری (۵۵۴۷) اور مسلم (۱۹۶۵) نے روایت کیا ہے۔

(۸) قربانی کی بعض حکمتیں :

□ اللہ نے جو مشروع کیا ہے اس پر عمل کر کے اس کی عبادت کرنا، اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ﴿لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ﴾[الحج:۳۷]"اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے ہیں نہ ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے"۔

□ ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو زندہ رکھنا۔

اللہ کی متعدد نعمتوں پر-جن میں پالتو چوپائے بھی ہیں-اس کا شکر ادا کرنا،اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ﴾"اپنے فائدے حاصل کرنے کو آجائیں اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں" [الحج:۲۸] ۔

□ غیر حجاج کا بھی حج کے بعض اعمال میں شریک ہونا۔

□ قربانی کے دن اپنے اور گھر والوں کے ساتھ کشادگی کا معاملہ کرنا، پڑوسی، رشتے دار اور دوستوں کی عزت و تکریم کرنا، اور فقیروں کو صدقہ دینا۔

(۹) چونکہ قربانی اللہ کی نشانیوں میں سے ہے اور پیارے نبی کریم ﷺ کی سنن مؤکدہ میں سے ہے، لہذا قربانی کے دن جانور ذبح کرنا اس کی قیمت صدقہ کرنے سے افضل ہے، یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے، سعید بن مسیب کہتے ہیں " مجھے سو درہم صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ایک بکری کی قربانی کرنا ہے "[1]۔

اور (قربانی کرنا اس لیے بھی افضل ہے) کہ یہ ایک مستقل عبادت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فصل لربک وانحر﴾ [الکوثر: ۲] "تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر"، لہذا اگر لوگ اس کے بجائے صدقہ کریں گے تو (اللہ کی) یہ نشانی ختم ہو جائے گی۔

---

([1]) مصنف عبدالرزاق (۴/۳۸۸)۔

(۱۰) حقیقت میں قربانی زندوں کے لیے مشروع ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھی اپنے اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے قربانی کرتے تھے، اور میت کی طرف سے قربانی اس صورت میں مشروع ہے ،جب اس کی وصیت کو پورا کرنے کے لیے اس کی طرف سے قربانی کی جائے یا زندوں میں اسے بھی شامل کرلیا جائے، جیسے کہ آدمی اپنے اور گھر والوں کی طرف سے قربانی کرتے ہوئے زندہ مردہ سب کو شامل کرلے۔

(۱۱) میت کی طرف سے مستقل قربانی کرنا بھی جائز ہے، فقہائے کرام صدقہ پر قیاس کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ :اس کا ثواب میت کو پہونچ کر اسے فائدہ پہنچائے گا،اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک میت کی طرف سے قربانی کرنے سے بہتر ہے کہ اس کی قیمت کا صدقہ کیا جائے، کیونکہ سلف کے یہاں میت کی طرف سے قربانی معروف نہیں۔

(۱۲)قربانی کے صحیح ہونے کے لیے شرط ہے کہ قربانی کا جانور بہیمۃ الانعام - اونٹ، گائے، بکری کے تمام انواع واقسام - میں سے ہو، اللہ کا

فرمان ہے: ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ﴾ [الحج:٣٤]"اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں، سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ، عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے"۔

(١٣) ایک بکری کی قربانی ایک گھر کی طرف سے کافی ہے، لہذا اگر آدمی ایک بکری اپنے اور گھر والوں کی طرف سے ذبح کرے یا عورت اپنے شوہر اور اس کے گھر والوں کی طرف سے ذبح کرے تو یہ عبادت ادا ہو جائے گی اور تمام لوگ اجر کے مستحق ہونگے، حضرت ابو ایوب انصاری

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ :" آدمی اپنے اور گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتا تھا، وہ خود بھی کھاتے تھے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے"۔ [1]

(۱٤) اگر ذبح کرنے والا قربانی میں کسی کو شامل نا بھی کرے تو گھر والے اس کے باوجود بھی شامل ہو جاتے ہیں، اور گھر والوں سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جن کو لغت میں یا عرف میں گھر والا کہا جاتا ہے، اور عرف میں گھر والوں سے مراد وہ تمام افراد ہیں آدمی جن کی پرورش کرتا ہے جیسے: بیوی بچے اور قریبی رشتہ دار۔

(۱٥) اگر بہت سارے بھائی اور ان کے لڑکے ایک ہی گھر میں ہوں، ایک ساتھ ان کا کھانا پینا بھی ہو تو تمام لوگوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی بھی کافی ہے، لیکن اگر سب کا اپنا اپنا الگ گھر ہو تو ہر گھر کی طرف سے الگ قربانی کرنا مشروع ہے۔

---

([1]) اسے ترمذی (۱٥٠٥) نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے۔

(١٦) اگر کسی کے پاس کئی بیویاں ہوں تو بھی ایک قربانی سب کی طرف سے ویسے ہی کافی ہے، جیسے نبی کریم کی ایک قربانی تمام ازواج مطہرات کے طرف سے کافی تھی، اور (اسے چاہیے کہ) عدل کا معاملہ کرتے ہوئے کسی بیوی کے لیے کوئی چیز خاص کرنے سے بچے۔

(١٧) اونٹ اور گائے کی قربانی سات لوگوں کی طرف سے کفایت کر جائے گا، جیسے کہ جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں "ہم نے حدیبیہ کے سال اونٹ اور گائے میں سات سات لوگوں کی طرف سے قربانی کی"[1]

(١٨) ایسے اونٹ یا گائے میں بھی شریک ہونا جائز ہے جس کے بعض مشارکین قربانی کے بجائے نذر یا مہمانوں کے لیے گوشت، یا پھر صدقہ وغیرہ کی نیت سے شریک ہوں، کیونکہ ہر ایک کو اس کی نیت کا اجر ملے گا۔

---

([1]) اسے مسلم (١٣١٨) نے روایت کیا ہے۔

(۱۹) اونٹ یا گائے میں سات سے کم افراد کا شامل ہونا بھی جائز ہے، کیونکہ اگر سات افراد کی شرکت جائز ہے تو سات سے کم کی شرکت بدرجہ اولی جائز ہو گی۔

(۲۰) ایک بکری میں ایک سے زیادہ لوگوں کا شریک ہونا دلیل نہ ہونے کی وجہ سے ایسے ہی جائز نہیں ہے جیسا کہ ایک اونٹ یا گائے میں آٹھ لوگوں کا شریک ہونا جائز نہیں، کیونکہ عبادات توقیفی ہیں، لہذا ان کی مقررہ مقدار اور کیفیت سے تجاوز جائز نہیں۔

(۲۱) قربانی کے لیے سب سے افضل جنس:

بعض علماء کے نزدیک سب سے افضل قربانی دنبے کی ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے دنبے کی قربانی پیش کی تھا، جبکہ جمہور علماء کہتے ہیں کہ اگر صرف ایک کی طرف سے قربانی کی جائے تو سب سے افضل اونٹ اور گائے کی قربانی ہے، پھر بھیڑ، بکری کی۔ ان کی دلیل نبی کریم ﷺ کی وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ :"جو جمعہ کے دن غسل جنابت (جیسا غسل)

کر کے (پہلی گھڑی میں) مسجد گیا تو گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی، اور جو دوسری گھڑی میں گیا اس نے گائے کی قربانی کی، اور جو تیسری گھڑی میں گیا اس نے سینگ والے دنبے کی قربانی کی... "[1]۔

اس حدیث میں نبی کریم نے پہلے اونٹ کا ذکر کیا ہے پھر گائے اور دنبے کا۔

## (۲۲) سب سے افضل قربانی :

جو جانور موٹا، گوشت والا، بے عیب اور خوبصورت ہو اس کی قربانی سب سے افضل ہے، ابو امامۃ بن سہل کہتے ہیں کہ : "ہم مدینہ میں اپنے قربانی کے جانوروں کو موٹا کرتے تھے اور دیگر مسلمان بھی اپنے جانوروں کو موٹا کرتے تھے "[2]۔

---

([1]) اسے بخاری (۸۸۱) اور مسلم (۸۵۰) نے روایت کیا ہے۔

([2]) اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں تعلیقا (۷/۱۰۰) ذکر کیا ہے۔

اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: " نبی کریم ﷺ دو چتکبرے، سینگ والے دنبوں کی قربانی کرتے تھے "[1]۔

(الکبش) بڑا بھیڑ، (الاملح) ایسا سفید جس میں سیاہی ملا ہوا ہو (یعنی: چتکبرہ)۔

(۲۳) قربانی کا جانور شریعت میں مقرر کردہ عمر والا ہونا چاہیے، کیونکہ کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے "تم صرف مسنہ جانور کی قربانی کرو، لیکن اگر مسنہ کا حصول مشکل ہو تو بھیڑ کا جذعہ قربان کرو "[2]۔

(المسنۃ) دو یا زیادہ دانت والا، اور (الجذعۃ) جو مسنہ نہ ہو۔

اونٹ میں دو دانتا: جب پانچ سال مکمل کر کے چھٹے سال میں داخل ہو جائے۔

---

(۱) اسے بخاری (٥٥٦٤) اور مسلم (١٩٦٦) نے روایت کیا ہے۔

(۲) اسے مسلم (١٩٦٣) نے روایت کیا ہے۔

گائے میں دو دانتا: جب دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل ہو جائے۔

بکری میں دو دانتا: جب ایک سال مکمل کر کے دوسرے میں داخل ہو جائے۔

بھیڑ میں جذع: جو چھ مہینے سے ساتویں مہینے میں داخل ہو جائے۔

لہذا قربانی کے جانور میں شریعت کی طرف سے متعین اس قید کا پایا جانا واجب ہے، اس میں کمی جائز نہیں مگر زیادتی ممکن ہے ۔

(٢٤) قربانی کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ قربانی کے جانور کا مالک ہو، چاہے اس نے خریدا ہو، یا اسے ہدیہ ملا ہو، یا اسے وراثت میں ملا ہو۔

مالدار یتیم کی طرف سے اس کے ولی کی قربانی درست ہوگی، بشرطیکہ وہ اس میں خوشی محسوس کرے اور نہ کرنے پر کبیدہ خاطر ہو۔

ابن قدامہ کہتے ہیں "جب وہ (ولی) یتیم کی طرف سے قربانی کرے تو اس قربانی میں سے کچھ صدقہ نہ کرے، اور اس کے لیے (یعنی اس یتیم کے لیے) اسے ذخیرہ کرے، کیونکہ یتیم کے مال سے کوئی بھی نفلی صدقہ جائز نہیں۔ [1]

(۲۵) قربانی اسی وقت صحیح و مقبول ہوگی جب اسے شریعت کی مقررہ مدت میں کیا جائے جو کہ نماز عید کے فورا بعد شروع ہوتا ہے، حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آج کے دن ہم سب سے پہلے نماز ادا کریں

---

(1) المغنی (۹/٤٤٨)۔

گے، پھر ہم (نماز سے) لوٹ کر قربانی کریں گے، اور جس نے بھی ایسا کیا وہ ہمارے طریقے پر ہے"[1]۔

(۲۶) اگر کوئی نماز عید سے پہلے اپنے جانور کو قربان کردے، تو وہ قربانی نہیں ہوگی، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "جس نے نماز سے پہلے قربانی کی اس کی قربانی نہیں ہوگی بلکہ وہ اس کے گھر والوں کے لیے عام گوشت کی مانند ہے"[2]۔

(۲۷) قربانی کا وقت تیسری ایام تشریق کے سورج غروب ہونے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے، یعنی قربانی کے لیے چار دن ہیں، عید کا دن اور اس کے بعد مزید تین دن۔

(۲۸) جانور ذبح کرنے کا بہترین وقت:

---

([1]) اسے بخاری (۹٦۸) اور مسلم (۱۹٦۱) نے روایت کیا ہے۔

([2]) اسے بخاری (۹٦۵) اور مسلم (۱۹٦۱) نے روایت کیا ہے۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد قربانی کا پہلا دن قربانی کا سب سے افضل وقت ہے، اس کے بعد ہر دن آنے والے دن سے افضل ہے، کیونکہ نیک کاموں کے لئے جلدی کرنا چاہیے، اور بہتر یہی ہے کہ قربانی صرف تین دن کہنے والوں کے قول کی رعایت کرتے ہوئے قربانی کو چوتھے دن کے لیے مؤخر نہ کیا جائے۔

(۲۹) دن یا رات کسی بھی وقت قربانی کرنا جائز ہے، لیکن چونکہ یہ ایک ظاہری عبادت ہے اس لیے دن میں قربانی کرنا بہتر ہے۔

(۳۰) کوئی شخص قربانی کے محدود وقت میں جانور ذبح نہ کر پائے تو نفلی قربانی میں اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہوگا، لیکن نذر کی قربانی میں قضاء کرتے ہوئے اس کو ذبح کرنا اور قربانی میں کیے جانے والے تمام امور کو انجام دینا لازم ہے۔

(۳۱) قربانی کے بعض شرائط:

جانور کا قربانی سے مانع تمام عیوب سے پاک ہونا ضروری ہے، کیونکہ اس کے ذریعے سے بندہ اللہ کا تقرب حاصل کرتا ہے، اور اللہ کی ذات پاک ہے، وہ صرف پاکیزہ چیزوں کو ہی قبول کرتا ہے، لہذا جانور کا تمام عیوب سے پاک ہونا ضروری ہے۔

(۳۲) حدیث میں ایسے چار عیوب کی تحدید کی گئ جن کی وجہ سے قربانی درست نہیں، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ہمارے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے کہ " ان جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے: ایسے بھینگا جس کا بھینگا پن واضح ہو، ایسا لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، ایسا مریض جس کا مرض ظاہر ہو، اور ایسا کمزور جس میں گودا نا ہو "[1]۔

---

([1]) اسے ابوداؤد (۲۸۰۲) ترمذی (۱۴۹۷) وغیرہ نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے۔

(۳۳) واضح مرض: سے مراد وہ بیماری ہے جس کی نشانیاں جانور پہ ظاہر ہو، جیسے ایسا بخار جو اسے چراگاہ سے روک دے اور بھوک کو ختم کردے، یا ایسی ظاہری کھجلی جو اس کے گوشت یا صحت پر اثر انداز ہو، یا ایسا گہرا زخم جو اس کی صحت کو متاثر کرنے والا ہو، لیکن اگر مرض تھوڑا ہو، لنگڑا پن اور کمزوری بھی تھوڑی ہو تو کوئی حرج کی بات نہیں۔

(۳٤) ان جیسے یا ان سے بڑے عیوب کو بھی ان چار عیوب میں شامل کیا جائے گا اور ہر ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہو گی:

جو کانا ہو: کیونکہ یہ بھینگے پن سے زیادہ مؤثر ہے۔

جو موت کے بالکل قریب ہو: کیونکہ یہ سخت مرض سے زیادہ مؤثر ہے۔

جس کا ایک ہاتھ یا پیر کٹا ہو: کیونکہ یہ لنگڑے پن سے زیادہ مؤثر ہے۔

(۳۵) ایسے جانور کی قربانی کرنے میں کوئی کراہت نہیں جس کا سینگ، کان، دم یا پشت پیدائشی طور پر نہ ہو، اور اگر یہ اعضاء کٹے ہوئے ہوں تو کراہت کے ساتھ قربانی ہو جائے گی، لیکن اگر دنبے کی پشت کٹی ہوئی ہو تو قربانی نہیں ہو گی کیونکہ یہ ایک مطلوب عضو میں کمی اور واضح عیب ہے۔

(۳۶) ایسے جانور کی قربانی ناپسندیدہ ہے جن کے کان لمبائی یا چوڑائی میں کٹے ہوں، یا کچھ دانت گرے ہوئے ہوں، یا سینگ ٹوٹی ہوئی ہو۔

(۳۷) نبی کریم ﷺ نے دو خصی دنبوں کی قربانی کیا ہے، لہذا خصی جانور کی قربانی جائز ہے اور خصی کرنے سے جانور کا گوشت بھی اچھا ہو جاتا ہے، ابن قدامہ کہتے ہیں کہ: "ہم اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں جانتے ہیں"[1]۔

---

([1]) المغنی (۳/۴۷٦)

نبی کریم ﷺ نے غیر خصی جانور کی بھی قربانی کی ہے، اصحاب سنن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: "نبی کریم ﷺ ایسے سینگ والے غیر خصی مینڈھے کی قربانی کرتے تھے جو سیاہی میں دیکھتا، سیاہی میں کھاتا اور سیاہی میں ہی چلتا"[1]۔

(۳۸) قربانی کے جانور کی تعیین دو طریقے سے ہوتی ہے: بول کر- جیسے کوئی کہے کہ یہ قربانی کا جانور ہے، یا قربانی کی نیت سے خرید کر۔

(۳۹) قربانی کے جانور کی تعیین کے بعد اس کے سلسلے میں بہت سے احکام مرتب ہوتے ہیں، جیسے :

□ قربانی کے لیے جانور متعین کرنے کے بعد اسے بیچ کر یا ہدیہ دے کر کسی اور کو اس جانور کا مالک بنانا جائز نہیں، کیونکہ متعین کرنے کے بعد وہ نذر کی طرح ہو گیا، لیکن اگر کوئی متعین کیے ہوئے جانور کو اس سے اچھے جانور سے بدلے یا اس سے اچھا جانور خرید لائے تو کوئی حرج نہیں۔

---

(1) اسے ابوداؤد (۲۷۹۶) ترمذی (۱۴۹۶) وغیرہ نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے

□ اگر تعیین کے بعد جانور میں اس کی کمی و کوتاہی کے سبب قربانی سے مانع کوئی عیب آجائے تو اسی جیسا دوسرا جانور لینا واجب ہے، لیکن اگر عیب اس کی کمی و کوتاہی کے سبب نا ہوا ہو تو وہی جانور کفایت کر جائے گا۔

□ ایسے ہی اگر قربانی کا جانور اس کی کمی و کوتاہی کے سبب چوری یا غائب ہو جائے تو اس جیسا دوسرا جانور لینا ہوگا، لیکن اگر اس کی وجہ سے چوری یا غائب نہ ہوا ہو تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں۔

□ اگر متعینہ جانور بچہ دے دے؛ تو اسے بھی اسی کے حکم میں شامل کرتے ہوئے ذبح کیا جائے گا۔

(٤٠) اگر کوئی قربانی کی نیت کے بعد ارادہ ترک کر دے تو کوئی بات نہیں، لیکن اگر جانور کی تعیین کر دی ہے تو اسے ذبح کرنا لازم ہوگا، کیونکہ قربانی کے لیے متعین کرنے کے بعد اب وہ جانور کا مالک نہیں رہ جاتا اور اس کے لئے اس سے رجوع درست نہیں ۔

(٤١) اگر اچھے سے ذبح کرنا آتا ہو تو اپنے ہاتھ سے ہی ذبح کرنا مستحب ہے، کیونکہ قربانی عبادت اور اللہ کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، پیارے نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے ہی ہاتھوں سے ذبح کیا تھا، اور نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہی ہمارے لیے اسوہ ہے، لیکن اگر اچھے سے ذبح کرنا نہ آتا ہو تو کسی اور سے ذبح کرا سکتے ہیں۔

(٤٢) کسی دوسرے مسلمان کو ذبح کے لئے نائب بنانا جائز ہے، نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹوں میں سے تریسٹھ اپنے ہاتھوں سے ذبح کیا اور بقیہ کو ذبح کرنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔

(٤٣) بہتر یہی ہے کہ ایسے آدمی کو ذبح کرنے کے لیے کہا جائے جو نیک ہو اور ذبح کرنے کے احکام کو اچھے سے جانتا ہو۔

امام قرافی کہتے ہیں کہ: "لوگ اپنے جانور کو ذبح کرنے کے لیے دین دار آدمی کا انتخاب کرتے تھے"[1]۔

---

([1]) الذخیرۃ (٤/١٥٥)

اور ایک مسلمان کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ اپنا جانور کسی کتابی (یہودی
/نصرانی)سے ذبح نہ کرائے۔

(٤٤) قربانی کرنے والے کو پہلے ذی الحجہ سے ذبح کرنے تک اپنے
بال، ناخن، اور چمڑے میں سے کچھ نہیں کاٹنا چاہیے، حضرت ام سلمہ کی
حدیث میں ہے کہ نبی کریم نے فرمایا: "جب عشرہ ذی الحجہ کا آغاز ہو جائے
اور تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو اپنے بال اور چمڑے میں سے کچھ نہ
کاٹے" اور دوسری روایت کے الفاظ ہیں "وہ قربانی کرنے تک اپنے بال اور
ناخن میں سے کچھ نا کاٹے"[1]۔

امام نووی کہتے ہیں: "بال اور ناخن سے رکنے سے مراد: کاٹ کر یا توڑ
کر یا کسی اور طریقے سے ناخن ختم کرنا، ایسے ہی حلق کر کے یا کاٹ کر یا اکھاڑ
کر یا جلا کر یا کسی اور طریقے سے بال کو ختم کرنا،اور بال میں بغل کے بال،
مونچھ، ناف کے بال، سر کے بال اور بدن کے تمام بال شامل ہیں، لہذا قربانی

---

(١)اسے مسلم(١٩٧٧) نے روایت کیا ہے.

کرنے والا نماز عید سے پہلے کسی بھی وجہ سے - حتی کہ نماز میں زینت کے لیے بھی - بال کو ختم نہ کرے، اگر تاخیر سے قربانی کا ارادہ ہو تو بھی قربانی کر لینے تک بال نہ کاٹے۔

(٤٥) یہ (بال اور ناخن نہ کاٹنے کا حکم) صرف قربانی کرنے والے کے لیے خاص ہے، اس کے گھر والے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ نبی ﷺ نے اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کی اور کسی سے بھی اس بات کا ذکر نہیں ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں ان امور سے روکا ہو، اسی لیے گھر والوں کو اس عشرے میں بال اور ناخن وغیرہ کاٹنے کی اجازت ہے۔

(٤٦) حدیث کے مطابق یہ (بال اور ناخن نہ کاٹنے کا حکم) اس کے لیے خاص ہے جو خود اپنی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے، رہا وہ شخص جو کسی اور کی طرف سے وصیت یا نیابت کے بنا پر قربانی کرے تو وہ اس حکم میں شامل نہیں، اور ان عورتوں کا یہ عمل درست نہیں ہے جو اپنے بھائی یا بیٹے کی طرف سے اس لیے قربانی کرتی ہیں تاکہ یہ قربانی انہیں اس عشرے میں بال

اور ناخن کاٹنے سے رکاوٹ نہ ہو، کیونکہ یہ حکم قربانی کرنے والے کے لیے ہے، پھر چاہے وہ کسی کو اپنا وکیل بنائے یا نہ بنائے۔

(٤٧) قربانی کرنے والا اگر (اس عشرے میں) اپنا بال یا ناخن کاٹ لے تو اس پر کوئی کفارہ عائد نہیں ہو گا، اور ایسا کرنا نہ تو قربانی سے مانع ہے اور نہ ہی قربانی کو باطل کرتا ہے۔ جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں-، ہاں انہیں اللہ کے حضور توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔

(٤٨) کوئی آدمی اگر ضرورت کی بناء پر بال یا ناخن کاٹنا چاہے - جیسے ناخن کا کچھ حصہ ٹوٹنے کی وجہ سے اسے تکلیف ہوتی ہو، یا اس کے بال بڑے ہو کر آنکھ میں آتے ہوں، یا کسی زخم کے علاج کے لیے بال کاٹنے کی ضرورت ہو- تو اس میں کوئی حرج نہیں، ایسے ہی بالوں کو کنگھی کرنے اور بغیر قصد کے بالوں کے گر جانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

(٤٩) جانور کو ذبح کرنے کے لیے بغیر سختی کے اچھے طریقے سے ہانک کر لانا بھی ذبح کرنے کے آداب میں سے ہے، "محمد بن سیرین

کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جو اپنے جانور کو ذبح کرنے کے لیے اسے گھسیٹتے ہوئے لا رہا تھا، تو فرمایا: "تیری بربادی ہو، تو اسے موت کی طرف اچھے سے لیکر جا"[1]۔

(۵۰) ذبح کرنے سے پہلے چاقو تیز کرنا (بھی ذبح کرنے کے آداب میں سے ہے) کیونکہ اس کا مقصد جانور کو راحت دینا ہے، اور یہ وہی احسان ہے جس کا ذکر پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں کیا ہے: "بیشک اللہ نے ہر چیز پر احسان لازم کر دی ہے، لہذا جب تم قتل کرو تو اچھی طرح سے کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو، اور تم اپنے جانور کو راحت دینے کے لیے اپنی چھری کو تیز کر لو"۔[2]

---

(۱) مصنف عبد الرزاق (۸۶۰۵)۔

(۲) اسے مسلم (۱۹۵۵) نے روایت کیا ہے۔

جس جانور کو ذبح کرنا ہو اس کے سامنے چاقو تیز نہیں کرنی چاہیے اور ایسے ہی ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ مامور بہ احسان کے خلاف ہے۔

(۵۱) گائے اور بکری کو کھڑا کرکے یا بٹھا کر کے ذبح نہیں کرنا چاہیے بلکہ انہیں لٹا کر ذبح کرنا مستحب ہے، کیونکہ اس میں (جانور کے ساتھ) زیادہ نرمی ہے۔

ذبح کرنے میں آسانی کی وجہ سے جانور کو بائیں پہلو پر لٹا کر چھری کو دائیں ہاتھ میں لیں گے، اور بائیں ہاتھ سے اس کے سر کو پکڑیں گے، لیکن اگر کسی کے لیے دائیں ہاتھ سے زیادہ بائیں ہاتھ کا استعمال آسان ہو تو وہ جانور کو قبلہ رخ کر کے دائیں پہلو پر لٹا کر بائیں ہاتھ سے ذبح کرے گا، کیونکہ ایسا کرنا اس کے لیے زیادہ مناسب اور جانور کے ساتھ زیادہ نرمی کا باعث ہے، جبکہ اونٹ کا بایاں پاؤں باندھ کر باقی تین پیروں پر کھڑے کرکے اسے نحر کرنا مسنون ہے۔

(۵۲) ہر قسم کے ذبیحہ اور ذبح کرنے والے کا قبلہ رخ ہونا مستحب ہے، جبکہ قربانی اور ہدی میں یہ بہت زیادہ مستحب ہو جاتا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "تم اپنے ذبیحہ کو اپنے اور قبلہ کے درمیان رکھو"۔

(۵۳) قربانی عبادت ہے اور رسول ﷺ کے اس فرمان کی بناء پر عبادت کی تعیین نیت سے ہوتی ہے: "بیشک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، اور ہر ایک کے لیے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے"[1]۔

اور عبادت و غیر عبادت والے اعمال میں تمیز کے لیے نیت کرنا ضروری ہے اور یہ قربانی بھی انہیں اعمال میں سے ہے، اور چونکہ نیت دل سے ہوتی ہے، عمل اس پر دلیل ہوتا ہے لہذا محض قربانی کے جانور کا خرید لینا یا قربانی کے ایام میں اسے ذبح کرنا ہی کافی ہے۔

---

([1]) اسے بخاری (۱) اور مسلم (۱۹۰۷) نے روایت کیا ہے۔

(٥٤) ذبح کرتے وقت "تسمیۃ" (بســـــم الله) "تکبیر (الله اکبر) اور "دعا" کرنا مشروع ہے، لہذا (ذبح کرنے والا ذبح کرتے وقت) یہ کہے: "بسم الله، و الله اکبر، اللهم إن هذا منك و لك، اللهم تقبل مني" یا اگر کسی اور کی طرف سے قربانی ہو تو کہے "تقبله عن فلان" یادر ہے کہ "بسم اللہ" کہنا واجب ہے اور بقیہ کلمات کہنا مستحب۔

(٥٥) قربانی اور ہدی کا گوشت، چمڑا، اون، اور بال بیچنا جائز نہیں، کیونکہ اللہ کی عبادت میں جو بھی نکلے اسے واپس لینا جائز نہیں، قربانی یا ہدی کا بعض حصہ بیچنا بھی اسی قبیل سے ہے، امام احمد فرماتے ہیں: "اللہ کی ذات پاک ہے، اسے اللہ کے لیے خاص کر دینے کے بعد کیسے اس کو بیچیں گے؟"۔

(٥٦) قربانی یا ہدی کے چمڑے سے خود استفادہ کرنے یا کسی ایسے رفاہی تنظیم کو دینے میں کوئی حرج نہیں ہے جو اسے بیچ کر اس کی قیمت صدقہ کرتے ہوں۔

(۵۷) قصاب کو ذبح کے عوض قربانی میں سے کچھ بھی دینا جائز نہیں، حضرت علی کے اس حدیث کی بناء پر، جس میں وہ کہتے ہیں مجھے نبی کریم ﷺ نے اپنے اونٹوں کو ذبح کرنے کا حکم دیتے ہوئے، ان کے گوشت، چمڑے، اور کھر کو صدقہ کرنے، اور اس میں سے قصاب کو کچھ نا دینے کی تلقین کی اور فرمایا کہ: ہم انہیں اپنے پاس سے دیں گے "[1]۔

اور چونکہ قربانی کا جانور اللہ کے لئے مختص ہو گیا ہے لہذا اس کا بعض حصہ قصاب کو دینا اسے بیچنے کی طرح ہی ہے، لہذا یہ جائز نہیں۔

(۵۸) اگر قصاب فقیر یا دوست ہو تو اسے بطور صدقہ یا ہدیہ دینے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس صورت میں وہ بھی دوسروں کی طرح ہی ہے بلکہ بذات خود ذبح کرنے اور اس کا خواہشمند ہونے کی وجہ سے وہ اوروں سے زیادہ مستحق ہے۔

---

([1])اسے بخاری(۱۷۱٦) اور مسلم(۱۳۱۷) نے روایت کیا ہے.

(٥٩) قربانی کرنے والے کے لئے اللہ کے ان فرامین کی بناء پر خود بھی گوشت کھانا، دوسروں کو ہدیہ دینا اور صدقہ کرنا مشروع ہے: ﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ﴾ [الحج:٢٨] "پس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ"۔ اسی طرح: ﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾[الحج : ٣٦]"اسے خود بھی کھاؤ اور مسکین سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ، اسی طرح ہم نے چوپایوں کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے کہ تم شکر گزاری کرو"۔

القانع: مانگنے والے۔

المعتر: بغیر سوال کے مانگنے والے۔

اور سلمہ بن اکوع کی روایت ہے، نبی کریم نے فرمایا: "خود کھاؤ، دوسروں کو بھی کھلاؤ اور ذخیرہ بھی کرو"[1]۔

---

(١) اسے بخاری (٥٥٦٩) نے روایت کیا ہے۔

(٦٠) علماء کرام کا اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ قربانی کا گوشت خود کتنا کھائیں، دوسروں کو کتنا کھلائے اور صدقہ کتنا کریں، لیکن اس مسئلے میں وسعت ہے، جبکہ بہتر یہ ہے کہ ایک تہائی خود کھائے، ایک تہائی ہدیہ کرے، اور ایک تہائی صدقہ کرے، یہی ابن عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کا بھی قول ہے، اور ابو جعفر النحاس کہتے ہیں کہ: "اکثر علماء- جن میں ابن مسعود، ابن عمر، عطاء اور ثوری بھی ہیں - یہی کہتے ہیں کہ ایک تہائی صدقہ کرنا، ایک تہائی کھلانا، اور ایک تہائی خود کھانا اور گھر والوں بھی کھلانا مستحب ہے"[1]۔

لیکن اگر کوئی ایک تہائی سے زیادہ بھی کھالے تو جائز ہے۔

(٦١) اگر مؤکل (نائب بنانے والا) اپنے وکیل (نائب) کو گوشت کھانے اور صدقہ وہدیہ کرنے کی اجازت دے- بول کر یا عرف (میں جس کو اجازت سمجھا جاتا ہے) کے ذریعے تو وکیل خود بھی کھا سکتا ہے اور

---

([1]) الناسخ والمنسوخ (ص ٥٦٣)۔

صدقہ وہدیہ بھی دے سکتا ہے، لیکن اگر اسے اجازت نہ ہو تو پورا گوشت مؤکل کو دینا لازم ہے۔

(٦٢) مسلمانوں میں سے فقراء، مساکین اور محتاجوں کو قربانی کا گوشت تھوڑا یا زیادہ (کسی بھی مقدار میں) دینا واجب ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے: ﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ﴾ [الحج :٢٨] "پس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ"۔

(٦٣) تالیف قلب کے لیے ذمی کو بھی قربانی کا گوشت دینا جائز ہے، خاص طور سے جب وہ فقیر، پڑوسی یا رشتے دار ہوں، اللہ کے اس عمومی فرمان کی بناء پر: ﴿لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ [الممتحنة:٨] "جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلا وطن نہیں

کیاان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تمھیں نہیں روکتابلکہ اللہ توانصاف کرنے والوں سے محبت کرتاہے"۔

(٦٤) صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ ایک سال نبی ﷺ نے قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع کیا ،پھر بعد میں اس کی اجازت دے دی، یعنی ممانعت کا حکم منسوخ ہو گیا، جیسا کہ جمہور علماء کہتے ہیں، حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں جو قربانی کرنے والے ہیں تین دن کے بعد ان کے گھر قربانی کی کوئی چیز باقی نہ رہے "لیکن جب آئندہ سال آیاتو لوگوں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم گزشتہ سال کی طرح امسال بھی کریں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :"(اس سال) تم خود کھاؤ، دوسروں کو کھلاؤاور ذخیرہ بھی کرو، کیونکہ گزشتہ سال لوگ پریشان تھے تو میری خواہش ہوئی کہ تم ان کی مدد کرو"[1]۔

---

([1]) اسے بخاری(٥٥٦٩) اور مسلم(١٩٧٤) نے روایت کیاہے۔

(٦٥) اصل یہی ہے کہ آدمی اپنے ہی ملک میں قربانی کر کے لوگوں میں تقسیم کرے، لیکن ضرورت اور معتبر مصلحت کی بناء پر دوسرے ملک میں ذبح کرنا اور تقسیم کرنا بھی جائز ہے، جیسے اپنے ملک میں فقراء کم اور قربانی کے جانور زیادہ ہوں، یا دوسرے ممالک کے مسلمان زیادہ محتاج اور فاقہ کشی کے شکار ہوں۔

(٦٦) اپنے وطن اور اپنے گھر والوں سے دور رہنے والا اپنے ملک میں جانور خرید کر ذبح کرنے، رشتے دار اور ضرورت مندوں میں تقسیم کرنے کے لیے کسی کو اپنا نائب بنا سکتا ہے۔

(٦٧) قربانی کا جانور عقیقہ کے لیے کافی نہیں، کیونکہ ان میں سے ہر ایک بذات خود مقصود ہے، اور دونوں کے مختلف اسباب ہیں، لہذا ایک دوسرے کے لیے کافی نہیں ہوگا۔

اللہ بہترین جاننے والا ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اور تمام مسلمانوں کے (قربانیوں کو) قبول فرمائے۔

تمام قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہی ہیں۔

للتواصل والاستفسار:

0505500694

للمساهمة في أنشطة الجمعية:

الحساب العام لدى مصرف الراجحي:

SA59 80000 468608010140007

نرجو إشعارنا بعد التحويل برسالة و اتساب